Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 34, Sr.No.92, 2013 pp 43 - 60

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۴، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۳ء، شمارہ ۹۲

سید علی ہمدانی کی کشمیر میں خدمات

ڈاکٹر نصرت نثار☆

Abstract:

Syed Ali Hamdani is one of the most revered Muslim Sufies, who played such an important role in founding and popularising Islamization in Kashmir. Islam became the religion of the masses more by the efforts of Mir Syed Ali Hamdani who had gone about his preaching work in what may be called a scientific way. His influence spread far and wide on account of his deep scholarship and spiritual attainsments and even more because of his simultaneous attention to enlightment and material well being of people.

تعارف:

میر سید علی ہمدانیؒ ۷۱۴ھ رجب کے مہینے میں بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۳۱۴ء کو ایران کے شہر ہمدان میں متولد ہوئے۔ ہمدان عباسی دور حکومت میں جبال نامی ریاست کا ایک اہم ضلع تھا اور بہت سے تاریخی مقامات اور اچھی پیداوار کے لحاظ سے ہمیشہ مشہور تھا۔ یہاں کا موسم کشمیر کے ساتھ بڑی مماثلت رکھتا ہے۔ خاص طور پر موسم سرما شدید ٹھنڈا رہتا ہے۔(۱) سید علی ہمدانیؒ کے والد امیر سید شہاب الدین ہمدان کے حاکم تھے۔ عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے انہوں نے سید علی ہمدانیؒ کی تربیت کی ذمہ داری ان کے ماموں ''سید علاؤالدین ہمدانی'' کے سپرد کر دی اور انہوں نے ان کو ظاہری اور باطنی دونوں علوم سے روشناس کرایا۔ صحیح النسب سید تھے۔ بچپن میں ہی قرآن حفظ کر لیا تھا۔ محمد مشتاق جیلانی پورنوی سید علی ہمدانیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

☆ انچارج، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

''آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں علاؤالدین سمنانی سے حاصل کی اور ان کی توجہ اور تربیت سے کلام پاک حفظ کیا۔ بارہ سال تک اپنے ماموں کے علم وعمل سے مستفید ہوتے رہے۔اس کے بعد آپ کوایک مرد متقی اور اپنے زمانے کے مشہور ومعروف بزرگ شیخ تقی الدین ابوالابرکات علی دوستی کے سپرد کیا گیا(۲) شیخ تقی الدین کے ہاں سے فراغت کے بعد سید علی ہمدانیؒ کوشہرہ آفاق روحانی شخصیت شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں بھیجا گیا۔ چھ سال کی تربیت حاصل کر کے واپس شیخ تقی الدین کی خدمت میں آ کر تزکیہ نفس کی مشق میں لگ گئے ۔اور ان کی رحلت تک ان کی ہی خدمت میں رہے۔ پھر دوبارہ حضرت مزدقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔اور اس وقت تک ان کے ساتھ ہی رہے جب ان کو بھی اس بات کا اندازہ ہوا کہ اب وہ سیر وسیاحت کے لئے نکل سکتے ہیں۔''

پروفیسر شمس الدین لکھتے ہیں۔

''جب سید علی ہمدانیؒ شیخ محمود مزدقانی کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ سے کہا ''اے سید اگر اس خانقاہ میں آپ مخدوم بننے کے لئے آئے ہیں تو اس سیاہ رنگ کے غلام کے جوتوں کوسنبھالتے رہیے جواس خانقاہ کا خاکروب ہے۔مقصد یہ تھا کہ طریقت میں آنے سے پہلے سالک اپنی ہستی اور پندار کوترک کر دے۔اور آپ نے قبول کیا۔ بیعت کی اور ملازم ہو گئے ۔ ملازمت کے ساتھ طریقت اور سلوک الی اللہ نیز ذکر الٰہی میں مشغول رہے''(۳) چھ سال تک سید علی ہمدانیؒ اپنے مرشد کی خدمت اور ریاضت ومجاہدہ میں رہے اور فیض یاب ہو کر مرشد نے ان کو شیخ تقی الدین علی دوستیؒ کے ہاں بھیج دیا۔ دو سال تک ان کے پاس رہے اور ان کے حکم سے واپس حضرت مزدقانی کی خدمت میں آئے ۔ کچھ عرصہ کے بعد مرشد نے آپ کو مسافرت اختیار کرنے کا حکم دے دیا۔ اور حضرت سید علی ہمدانیؒ نے ۲۱ سال تک سفر وسیاحت کی اور بہت سے ممالک میں دینی تبلیغ وعظ وہدایت وارشاد کے امور عمل میں لائے۔

" The young sayyid toured far and wide for twenty years and during these travels came across great saints of high spiritual repute and was benefitted by their spiritual experiences. Observation and assessment of the Socio-Culture- Politicle situations of the

Countries he visited furnished him vast experience in wordly affairs too. He returned to his native land with a treasure of Sprituality, Quranic knowledge and worldly experience" (4)

سید علی ہمدانیؒ کے ایک خلیفہ خاص نورالدین جعفر بدخشی آپ کی سیاحت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بعضی از اولیاءً را کہ اخیار نامند بعد د باشند و سیاح نیز خوانند زیرا کہ حق تعالیٰ ایشان را کمال معرفت بخشدہ است و در بساط دینی بہ سیاحت امر کردہ از برای مصالح عباذ و طلابی را کہ در اطراف دنیا باشند ایشان را ارشاد کنند''۔(۵)

سید علی ہمدانیؒ چونکہ اپنے مرشد کے حکم پر سیاحت کو نکلے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اس زمانے کے علماء کا حق کا رواج تھا کہ داعی اللہ ہونے کے ناطے اور اپنی بصیرت، تجربہ نیز صحبت حاصل کرنے کے لئے دنیا کی سیاحت کو نکلتے تھے۔ حضرت بھی سفر پر نکلے۔ مؤرخین کے مطابق انہوں نے دنیا اسلام کا اکثر حصہ دیکھا۔ پورے اکیس سال گزار کر واپس آ کر چالیس سال کی عمر میں اپنے وطن ہمدان میں نکاح کیا۔ انہوں نے اپنے سفر کے دوران ہی اپنی بہت سی تصنیفات کو بھی مکمل کیا۔

"That Saiyid Ali Hamedani travelled through the then inhabited world thrice in his life time. The purpose of his visit was to know the etiquettes,customs and manners of the people living in these places. He says:
" I travelled thrice from the West to the East and observed many wonderful events and things in the sea and land. Whenever I reached to a city or an inhabitat, I observed that the customs and habits of that place are altogether different from that of the other place. " Abu Muhammad Hajj Muhiuddin has indicated that this travelling was taken in this manner: In the first instance, he went from one city to another, second time from one village to another and third time from one House-hold to another. He met the ascetics,

Qutbs, and others during this travelling. Nooruddin Badakhshi writes: During his travel he went to Muzdaq and Khatlan, Balk, Badakhshan, Syria, Baghdad, Hijaz, Rome, Mawara-un-Nahar and Sarandeep (Lanka)". (6)

اپنی طویل سیاحت کے دوران آپ نے بہت سے علماء مشائخ سے ملاقات کی اور تقریباً اپنے زمانے کے چودہ سو اولیاء کو دیکھا اور ان کی صحبت پائی۔ ان کا عہد صوفیائے کرام کا عہد تھا۔ یہ حضرات اسلامی دنیا کے چپے چپے پر موجود تھے ۔ وسط ایشاء، منگول حملوں، شکست خوردہ ارباب سیاست اور غلط کار علماء کی بدعملی کی وجہ سے برباد اور ویران تھا مگر اذان و اقامت کی گونج برابر سنائی دیتی تھی جو صرف اس زمانے میں مشائخ کرام کی کثرت سے موجودگی ثابت کرتا ہے۔ حضرت شاہ ہمدان ایک ولی کامل ہونے کے علاوہ بڑے زبردست دینی عالم تھے اور ''راسخون فی العلم'' کے زمرے میں تھے۔ اس لئے عالم اسلام میں آپ کا شہرہ ہونا ایک فطرت امر تھا۔ آپ امیر تیمور کے ہم عہد تھے۔ تیموری عہد کے حکام بلکہ خود تیموری دربار کے علماء اور امراء ان کی بیباکی سے خائف رہتے تھے اور وہ اکثر ان کے درپ آزار رہتے تھے۔ اور خود کبھی بادشاہوں کے دربار سے وابستہ نہیں رہے بلکہ بادشاہ آپ کے دربار میں آکر اپنی مرادیں پاتے تھے۔

"Evedence favours the view that Mir Sayid Ali Hamdani travelled thrice the inhabited (known) Quarter of the earth (Rub,a Maskan). He went on long Journeys and mostly resided in mosques avoiding the influential and powerful. He drew immense benefit during his external tours ". (7)

دین اسلام کے شاہسوار ہونے کے علاوہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی دنیائے ادب میں بھی ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں آپ کی تالیفات کی تعداد ایک سو ستر تک بتائی جاتی ہے۔ کچھ تالیفات مختصر رسالوں کی صورت میں ہیں۔ بعض مشائخ اور مشہور علمائے دین کی تالیفات کی شرحیں ہیں۔ امام غزالیؒ کی نصیحت الملوک اور کیمیائی سعادت سے متاثر ہو کر علوم عملی اور نظری پر آپ کی فارسی شرحیں ''ذخیرۃ الملوک'' نام کی کتاب بڑی معروف ہے۔ اس کتاب کو بڑی پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اردو میں اس کا

ترجمہ ''ہنج السلوک'' کے نام سے ۱۳۳۴ء میں لاہور سے چھپا تھا۔ عربی رسالوں میں ''اورادفتحیہ'' فصاحت و بلاغت زبان کا ایک کارنامہ ہے۔ یہ مختصر رسالہ جو خالص توحید الہیٰ سے مخصوص ہے۔ اذکار اوراد کا مجموعہ ہے جو کشمیری مسلمانوں کے سینے میں محفوظ ہے۔ (۷) اور ہر روز صبح کی نماز کے بعد مسجدوں میں بآواز بلند پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ''چہل اسرار'' نام کا ایک منظوم مجموعہ بھی آپ کی تالیفات میں ہے۔ یہ مجموعہ خالصتاً آپ کی عرفانی کیفیات کا آئینہ دار ہے اور شعری حسن و نزاکت کو بھی قائم رکھا گیا ہے۔

سلسلہ:

سید علی ہمدانی سلسلہ کبرویہ سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے سلسلہ کبرویہ کو کشمیر میں رواج دیا۔ اس سلسلے میں ساز وسماع کی شنوائی بھی ہوتی ہے لیکن پابندی نہیں ہے آپؒ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی رو سے وجد ورقص ناجائز ہے لیکن ایک عاشق حقیقی کے لئے یہ ایک ایسا درد ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور ایک ایسا زخم جو مرہم پٹی سے ٹھیک نہیں ہوتا۔

سلسلہ کبرویہ کی اہمیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

''طریق ماقوی تراست از طریق دیگر واگر سالک در طریق دیگر باشر بأن مطلب تخواہد پیوست و ہر کہ پای در طریق کبرویہ درآ رد البتہ سالک راہ طریقت و حقیقت خواہد شد''

انتقال:

سال ۷۸۶ھ میں جب سید علی ہمدانیؒ اپنے آخری سفر کشمیر سے ضلع ہزارہ میں پکھلی نام کی جگہ پر پہنچے یہ ذی قعد کا مہینہ تھا۔ وہاں کے بادشاہ خضر شاہ کی التماس پر آپ وہاں رکے رہے۔ اپنے ہمراہیوں کو لے کر گئے کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔ پانچ دن تک کمزوری محسوس کرتے رہے اور ذی الحج کی چھٹی تاریخ کو بغیر کچھ نوش فرمائے شام کی نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے ساتھیوں کو بلا کر انہیں نصیحت و وصیت کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کلمات ادا فرما کر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے جنازہ کو آپ کی وصیت کے مطابق ختلان لے جایا گیا۔ وہاں کولاب نامی گاؤں میں آپ نے پہلے ہی ایک خانقاہ تعمیر کروائی تھی وہاں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ (۸)

شاہ ہمدان کی کشمیر آمد:

حضرت سید علی ہمدانیؒ جب اپنے مرشد کے حکم سے سیاحت پر نکلے انہوں نے ۲۱ سال تک سفر و سیاحت کی اور بہت سے ممالک میں دینی تبلیغ اور وعظ و ہدایت کے امور عمل میں لائے۔ ان کا جو مقصد تھا وہ انہوں نے مکمل طور پر کشمیر میں انجام دیا۔ کشمیر میں لکھے گئے تاریخوں اور تذکروں میں درج ہے کہ سید علی ہمدانیؒ تین بار کشمیر تشریف لائے۔ پہلی بار سلطان شہاب الدین کے دور حکومت ۱۳۷۴ء میں دوسری بار سلطان قطب الدین کے زمانے میں ۱۳۷۹ء میں سید محمد خاوری نے جو ان کے ہمراہ تھے اس کا ذکر یوں کیا ہے۔

میر سید علی شاہ ہمدان سیر اقلیم سبعہ کردہ نکو

شد مشرف ز قدمش کشمیر اہل آن شہر از وہدایت جو

سال تاریخ مقدم اورا یابی از مقدم شریف او

اور آخری بار سال ۱۳۸۳ء سلطان قطب الدین کے عہد میں ہی کشمیر آئے تھے۔(۹)

پروفیسر شمس الدین احمد رسالہ ''شیرازہ'' میں لکھتے ہیں۔

''حضرت سید علی ہمدانیؒ سے ۵۰ برس قبل کشمیر میں دین اسلام کی تبلیغ سید عبدالرحمٰن شرف الدین بلبل شاہؒ کے ذریعے ہوئی تھی جو ترکستان سے کشمیر آئے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے مقامی تاریخوں اور تذکروں میں ان کی تبلیغی فعالتوں کا تفصیلی ذکر نہیں ملتا۔ لیکن اس بات کے صریح اشارے ملتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگ ان کے ہاتھوں مسلمان ہو چکے تھے لیکن برہمنی رسوم کے بھی پابند تھے۔ نماز بھی پڑھتے تھے اور مندروں میں بھی جاتے تھے۔ شریعت کے احکام سے نابلد تھے۔ حتیٰ کہ بادشاہ وقت کے عقد میں دو بیویاں تھیں جو آپس میں بہنیں تھیں۔ لیکن سید علی ہمدانیؒ کے کشمیر میں آمد ہوئی اور آپ کی دینی غیرت، ایمانی حرارت اور اسلام کے حق میں دلائل و براہین کی لسانی قوت نے تمام غیر مسلموں کو آپ کا قائل بنا دیا اور دلی ذوق و شوق کے ساتھ بھاری تعداد میں اسلام میں داخل ہو گئے اور شریعت کے احکام کے ساتھ وہ مسلمان ہو گئے۔(۱۰)

کشمیر میں سید علی ہمدانیؒ نے جس حکیمانہ انداز میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور جس

پیمانے پر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے اور اس کی نظیر ملنا ممکن نہیں۔ کشمیر پر سید علی ہمدانیؒ کی عنایات اس درجہ روشن ہیں کہ انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آپ نے اپنی ہمہ جہت و جاذب شخصیت اور حکیمانہ اقدامات سے ریاست کو علم و ادب کا گہوارہ بنا دیا۔ آپ کی ترغیب و تحریک سے سلطان شہاب الدین نے پہلا مدرسہ قائم کیا۔ اس کے تلامذہ میں امام القراء شیخ عثمان جیسے جید عالم شامل تھے۔ آپ نے عربی کے ساتھ ساتھ یہاں فارسی زبان و ادب کو بھی رواج بخشا۔

"Mir Sayyid Ali Hamdani (RA) Chalked out a calculated and disciplined programme of spreading the word of Allah in the length and breadth of the Valley. He charged his seven hundred learned and trained companions with the duty of carrying on the message of peace, love, brotherhood and equality of Islam. The saints dispersed in diffrent areas of the valley and acquainted the common masses with the eternal teachings of Islam" (11)

حضرت سید علی ہمدانیؒ ایک پورا مشن لے کر کشمیر آئے۔ ان کے ساتھ سات سو حضرات تھے۔ جن میں ہر ایک شخص اپنی جگہ ایک امن تھا۔ انہوں نے اسلامی دعوت کو عام کرنے کا ایک پروگرام مرتب کیا۔ علمی سطح پر اپنے ہمراہ لائے ہوئے اہل علم کو درس و تدریس کے کام پر مامور کیا۔ خود خانقاہ معلیٰ میں تشریف فرما ہوئے اور اس جگہ کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔

''تقریباً تمام مؤرخین اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ان کی دینی تبلیغ سے ۲۷ ہزار غیر مسلم اسلام کے نور سے منور ہوئے اور جس نے بھی ایمان لایا دل کی گہرائیوں سے لایا اور ایمان لانے والوں میں زیادہ تر وہ غیر مسلم خواص یا برہمن تھے جنہوں نے اسلام قبول کر کے خود مبلغوں کا کام کیا اور اسلام جگہ جگہ پہنچانے میں اہم رول ادا کیا۔

"In account of the hostile attitude of timer that the great saint had to leave for Kashmir.

He was accompanied by 700 disciples, all Sayyids, when he left for Kashmir in 1372 A.C during the reign of

Sultan Shihab-ud-din." (12)

" Syed Ali Hamadani had selected a highly worthy team for his mission. Besides 'Ulama' were included in his team artisans, craftsmen and other technical hands who alongwith religious merit brought economic prosperity to Kashmir."(13)

سید علی ہمدانی جب کشمیر میں وارد ہوئے انہوں نے سری نگر میں ایک مندر کے پاس اپنا حجرہ بنایا اور وہیں سے اپنا کام شروع کیا۔ آپ کی دینی غیرت، ایمانی حرارت اور اسلام کے حق میں دلائل و براہین کی لسانی قوت نے تمام غیر مسلموں کو آپ کا قائل بنا دیا اور بھاری تعداد میں اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان میں پست و بلند اور اونچ نیچ کے خانوں میں بٹ جانے کے نتیجے میں جو قرنوں کی بے چارگی اور زبوں حالی تھی وہ ختم ہو گئی اور اسلام کے بنیادی مقاصد کی فضا قائم ہوئی۔ اس کا اعتراف آج بھی یہاں کے برہمنوں کو ہے جو اس مندر کے ساتھ ساتھ اس جگہ کے آگے بھی ہاتھ جوڑتے ہیں۔ جہاں اب ایک بڑی خانقاہ قائم ہے جو خانقاہ معلّٰی کے نام سے مشہور ہے۔ کشمیر میں یہ فضا زور زبردستی یا جبر سے نہیں بلکہ اخلاقی طور سے قائم ہوئی ہے۔

" Historians are unanimous that Saiyid Ali Hamadani's mission was by and large peaceful. He did not use sword or power for the spread of Islam. Alongwith his capable associates he adopted all the peaceful measures to spread the message of Islam." (14)

Great Historian Kalhana wrote in 1149 A.C

" Such is Kashmir, the Country which may be conquered by the power of moral excellence, but not by armed force." (15)

یہ الفاظ ۱۱۴۹ء میں کہے گئے ہیں اور یہ سچ ثابت ہوئے جب سید علی ہمدانی نے کشمیر میں اسلام کو پھیلایا۔ لاکھوں ہندوستانی فوجیں کشمیر کو اپنے تسلط میں نہیں کر سکتے جب کہ کشمیر اور کشمیریوں کی سوچ کو چند بزرگان دین نے بدل دیا۔ سید علی ہمدانیؒ اور ان کے ساتھ آئے ہوئے بزرگوں نے

کشمیر میں جگہ جگہ مدارس قائم کیئے، قرآن خوانی کے مکتب جاری کیئے۔ مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر کروائیں اور ان میں ذکر واذکار کے علاوہ مواعظ دینی کا بھی اہتمام کیا۔ گھر گھر اور گاؤں گاؤں میں قرآنی احکام اور فرامین احادیث کے عین مطابق اسلام کی خوبیوں اور ہدایت کے احکامات پہنچائے۔ لوگوں کے درمیان مساوات کا پیغام پہنچایا اور انسان کے اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کی غلامی سے رہائی پانے اور آزاد ہو جانے کے پیغامات دیئے اور یہ امتیازات جو کشمیر میں ہزاروں سال سے چلے آ رہے تھے اور معاشرے کو اپنے قدموں تلے روند کر بیشتر آبادی کو نڈھال اور پامال کر کے رکھ دیا تھا۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آناً فاناً مٹ گئے اور کشمیر کے لوگوں نے محبت واخوت، مساوات، باہمی برابری اور ہزاروں سجدوں سے آزاد ہو کر ایک ہی ذات خداوندی کے سجدے کے روح پرور اور دل پذیر اسلامی پیغام کو لبیک لبیک کر قبول کر کے ہزار ہا سال کی غلامی وخواری اور پستی و ذلت سے نجات حاصل کی۔ یہ ایک حیرت انگیز انسانی، اخلاقی، فطری اور نظریاتی انقلاب تھا جو سید علی ہمدانیؒ کی ذاتی نگرانی میں کشمیر میں برپا ہوا۔ اور ان کی مجاہدانی تبلیغ اور جدوجہد اس قدر محبت آمیز اور سایہ دار تھی کہ خود مسلمان ہونے کے بعد یا بعضوں کے اپنے ہی قدیم روایات یا مذہب پر قائم رہنے کے بعد کسی بھی ایک ادیب یا مؤرخ نے ان کا یا ان کے رفقائے کار پر جبر وظلم یا دباؤ اور سختی کی تہمت یا الزام نہیں لگایا بلکہ وہ بھی مقامی مسلمانوں کی طرح آج بھی خانقاہ شاہ ہمدانؒ کی چوکھٹ پر حاضری دے کر انکساری کے ساتھ اپنے سروں کو جھکاتے ہیں۔

شیخ محمد اقبال لکھتے ہیں:

" His contribution to Kashmir where he converted enmasse the Hindus and even the Buddhists to Islamic faith, this was Syed Ali Hamdani's greatest victory during his struggle for the supremacy of Islam. He also inaugurated for the collective welfare of the Kashmiri community a tested system of administration which guaranted it a life in which the sipirit and the matter were blended in a balanced realistic and a just manner. " (16)

کشمیر میں شاہ ہمدان کی تہذیبی خدمات:

سید علی ہمدانیؒ نے جہاں کشمیر اور کشمیریوں کے ظاہر و باطن کو مصفا کر کے ان کے اندر دینداری کی شمعیں روشن کر لیں۔ وہاں ان کو دل پذیر صنعت حرفت اور تہذیبی زندگی سے بھی متصف بنا دیا۔ سید علی ہمدانیؒ کشمیر میں دوسرے غیر ملکی سیاحوں کی طرح محض ہوا خوری یا کلیتاً مذہبی تبلیغ کے لئے یہاں تشریف آور نہ ہوئے بلکہ ایک خاص مشن کے تحت اس سرزمین کے وہ شیفتہ ہوئے۔ جہاں وہ کشمیر میں دین اسلام کی اشاعت اور اس کی تشہیر کے جذبے سے مکمل طور پر موجزن تھے وہاں وہ وادی کی ثقافتی و تہذیبی رندگی میں حیات بخش تبدیلی لانے کا خاص منصوبہ لے کر یہاں تین بار تشریف لائے۔ اس کشمیر نوازی کے نتیجے میں انہوں نے کشمیریوں کے رہن سہن، معیشت، تمدن، علم و ادب، سماجی زندگی، لباس، عبادات، زبان، طرز فکر، دستکاریوں اور صنعت و حرفت کو کہاں سے کہاں پہنچا کے رکھوا دیا۔ وہ ''اظہر من الشمس'' ہے اس ضمن میں ''کشمیر اسلام کے سائے میں'' میر سید مشتاق ہمدانی رقمطراز ہیں:

''شاہ ہمدان کے اسلامی مشن کا سات سو تیرہ افراد پر مشتمل قافلہ کئی طرح کی دستکاریوں اور صنعتوں سے وابستہ تھا۔ اس وقت وادی میں تقریباً بارہ ہزار بت تراش موجود تھے جو مختلف دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں بنانے میں ماہر و یکتا تھے۔ اسلام کی اشاعت کے بعد کشمیر میں چونکہ اتنے کثیر فنکاروں کے لئے بت تراشی کی اجازت ہو نہیں سکتی اس لئے بت گروں کا اقتصادی بدحالی اور بے کاری کے ہتھے چڑھ جانا ایک لازمی بات تھی۔ اس خاص سماجی مسئلہ کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے کشمیری بت گروں کو ایرانی سنگ تراشوں اور دستکاروں جن کو وہ اپنے ساتھ لائے تھے کے اشتراک سے بت گری کی صنعت کے بدلے قبروں پر لگائے جانے والے لوحِ مزار تراشنے کے فن سے بہرہ ور کرا دیا اور جب ان ہی کشمیری الاصل سنگتراشوں نے اس فن کی باریکیوں اور نزاکتوں پر پوری طرح عبور حاصل کر لیا تو پتھروں پر دیدہ زیب اور ایمان افروز قرآنی آیات کو کندہ کرنے کی طرف ذہنی و قلبی طور پر متوجہ ہو کر اپنی دھاک بٹھائی۔ یوں وادی کے بت تراشوں کی تہذیبی زندگی نے ایک نئی کروٹ بدل کر ماضی کا غیر اسلامی چولا اتار پھینکا'' (۱۷) کشمیر میں اسلام وارد ہونے سے قبل ہاتھ سے بنی بہت سی چیزوں کا رواج ختم ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد سید علی ہمدانیؒ اور ان کے ساتھی جب

کشمیر آئے تو اپنے ساتھ ایران سے کچھ فنکار اور کاری گر ساتھ لائے جنہوں نے یہاں کے بے جان ہاتھ کے کاموں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان تمام دستکاروں کو جن کو وہ ساتھ لائے تھے ان میں ایک ہی دستکاری سے وابستہ فنکاروں کو ایک مخصوص بستی تک محدود رکھ دیا تاکہ وہ خاص فن پوری طرح پنپ سکے اور شایان شان طریقے سے ترقی کرے۔

ڈاکٹر حمید اللہ حرازی لکھتے ہیں:

" It is said that saiyid Ali Hamdani brought a large group of 700 people with him to Kashmir. However they did not become a burden on Kashmir, because they brought with them Iranian arts & Crafts and made them well-established in Kashmir. Several Industries of Hamedan became well introduced in Kashmir." (18)

سید علی ہمدانیؒ کشمیریوں کی زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی تمدن کی مکمل چھاپ دیکھنے کے متمنی تھے۔ اور وہ فنون لطیفہ کے ہر شعبے میں کشمیر کو بام عروج پر دیکھنا چاہتے تھے۔ اور جن دستکاروں کو جس کسی فن پر عبور حاصل تھا وہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ متعلقہ فن سے بھی لوگوں کو روشناس کراتے تھے۔ سید نورالدین بدخشی اپنے سفرنامہ میں ایک جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جن ایرانی سادات کو خطاطی کے فن پر دسترس تھی وہ کشمیریوں کو دینی تعلیم دینے کے دوش بدوش خوشنویسی کی تربیت بھی دیتے رہے۔ ان ہی سادات ایران کی بدولت پیپر ماشی کی دستکاری نے بھی خوب فروغ پایا''۔ (۱۷)

جب سید علی ہمدانیؒ لداخ سے کشمیر تشریف لائے تو انہوں نے وہاں سے پشمینہ کا کچھ خام مواد اپنے ساتھ لایا اور کشمیر پہنچ کر پشمینہ کی کتائی بنائی کا کام شروع کروادیا اور اپنے دست مبارک سے پشمینہ کا ایک موزہ تیار کر کے سلطان قطب الدین کو بطور تبرک عطا کیا۔ اس کے بعد کشمیر میں پشمینہ کی کتائی بنائی کا سلسلہ چل نکلا اور یہ صنعت یہاں مکمل طور پر رواج پا گئی۔ خاص طور پر اس کی کتائی میں عورتوں کا زیادہ کردار رہا ہے اور اس طرح اس کو گھریلو صنعت، یا دستکاری بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور اس صنعت نے بہت ہی عروج پایا۔ امیر کبیر خود بھی ایک منجھے ہوئے دستکار تھے۔ عربی زبان میں کہا جاچکا

ہے کہ

اَلکَاسِبُ حَبِیبُ الله. یہ نکتہ اس امر کی طرف ایک واضح اشارہ ہے کہ سید علی ہمدانیؒ کشمیر اور کشمیریوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ان کی اقتصادی بدحالی کو عملی طور پر ختم کرانا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اس حوالے سے سلیم خان گمی لکھتے ہیں:

''جب شاہ ہمدان کشمیر تشریف لائے تو کشمیریوں کی پریشانیوں کا طویل دور ختم ہوا اور اسلام کی بابرکت اور قابل عمل تعلیمات نے یہاں کے لوگوں کی زندگی میں خوشگوار انقلاب لایا''۔(۱۹)

کشمیر میں شالبافی کی صنعت کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ لیکن حالات نے اس کو پیچھے دھکیل دیا تھا لیکن سید علی ہمدانیؒ نے اس صنعت کو دوبارہ عروج دیا۔ جی۔ ایم۔ ڈی صوفی لکھتے ہیں:

" The Shawl Industry in the Kashmir may be said to be as old as the hills. It is stated to have flourished in the days Kaurvas and Pandvas. It was in a prosperous condition in the days of the Roman empire, when Kashmiri shawls were worn by the proudest beauties at the court of the Caesars. In Ashoka's time we find that the shawl is mentioned in Buddhistic works as the Kashmiri shawl. But in the course of time it had its death". He further says that " It was through the efforts of the great saint, Shah Hamdan that the shawl, as we know it, was re-born in Kashmir in the latter part of the fourteenth century and the shawl Industry tooke a new base of life".(20)

محبّ الحسن ''کشمیر سلاطین کے عہد میں'' رقمطراز ہیں۔

''شالبافی کی صنعت اسی وقت دوبارہ کشمیر میں عام ہوئی جب امیر کبیر (سید علی ہمدانی) یہاں آپہنچے۔ اسی لئے ان کی مساعی جمیلہ سے شالبافی کی صنعت کو ''کارامیر'' کا نام دیا گیا۔'' (۲۱)

مختلف تواریخوں سے یہ بات بھی سامنے آجاتی ہے کہ شاہ ہمدانؒ ٹوپیاں بنانے کے بھی

ماہر تھے۔ اور خود بھی ٹوپیاں اور کلاہ بناتے تھے اور ان سے ملنی والی آمدنی اپنی ضروریات پر صرف کرتے تھے۔

بہارستان شاہی کے مصنف اس ضمن میں بیان کرتے ہیں۔

''حضرت ایشاں قطب رایک کلہ پوشی از بستہ خاصۂ خود بتر گا عنایت فرمود''

ڈاکٹر عبدالاحد لکھتے ہیں۔

" The most outstanding feature of the contibution of Syed Ali Hamdani was that he paved the way for reorganising industry in Kashmir on the basis of Central Asian Karkhana system. The Sayyid played a vital role in restructuring the Kashmiri society along new economic lines under the influence of Islam." (22)

کشمیر میں قالین بافی کی صنعت ایک بہت بڑی صنعت ہے۔ پوری دنیا میں کشمیری قالین مشہور ہے۔ اس میں بھی کافی حد تک سید علی ہمدانی اور ان کے رفقاء نے اس صنعت کو عروج دیا اور قالینوں کی بافت میں جو ایرانی ڈیزائن، نقشہ ہمدان، کرمان، ختلان، کاستان، تبریز، خراسان وہاں کے علاقوں کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ان ہی ناموں اور ڈیزائنوں سے یہاں کی قالین بافی صنعت ان کو ترجیحی بنیادوں پر جگہ دی جاتی ہے۔

بہر حال وہ کونسا فن اور ہنر نہیں ہے جو کشمیریوں کے پاس نہیں ہے اسی بنیاد پر ان کو ''چرب دست تر دماغ'' کہا گیا ہے۔ تانبے یا چاندی کے برتنوں پر کندہ کاری ہو یا لکڑی پر طرح طرح کی تصویریں پیپر ماشی ہو یا کاغذ سازی ہر فن میں کشمیری لوگ ید طولی رکھتے ہیں اور ان فنون کو عروج دینے میں سید علی ہمدانیؒ ہی کی دین بتلائی جاتی ہے۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد رقمطراز ہیں۔

''حضرت سید علی ہمدانیؒ ایران سے اپنے ہمراہ درویشوں کے ساتھ ہنرمندوں اور صنعت کاروں کو بھی لائے تھے جن میں بڑی تعداد لکڑی پر کام کرنے والے دستکاروں اور قالین بافوں کی تھی وہ مزید لکھتے ہیں کہ اگرچہ آب و ہوا کے لحاظ سے کشمیر کی ایران کے ساتھ مماثلت پہلے ہی تھی لیکن جہاں تک صنعت و حرفت کا تعلق ہے کشمیر کو ایران کے ہمدوش سید علی ہمدانیؒ نے ہی کیا۔ بادشاہوں کو

نظام حکومت کے سلسلے میں مشورہ دینے کے لئے ''ذخیرۃ الملوک'' کتاب لکھی۔'' (۲۳)

علامہ اقبالؔ نے درج ذیل شعر میں ان کے ذہنی کمالات بیان کرتے ہوئے دنیاوی کمالات کے ذکر میں ان کی کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مرشد مغی نگاہاں بودہ

محرم اسرارِ شاہاں بودہ

میر عزیز بیگ لکھتے ہیں۔

" Syed Ali not only changed the religion of the vast majority of Kashmiris but also gave a new shape to the cultural pattern of Kashmir. Kashmir was directly linked with the vital sources of Islamic culture in central Asia and people in the centuries to follow continued to go out for higher education and trade not only to India but to Khurasan, samarkaud, Bukhara, Kabul, Harat etc". (24)

سید علی ہمدانیؒ ایک پرکشش، کثیرالاوصاف شخصیت کے مالک تھے۔آپ علم وادب کے بحر ذخار، علوم باطن کے ممتاز واعلیٰ معلم ومرشد تھے۔اس کے علاوہ بلند پایہ مصنف، شاعر، ادیب، دانشور، مبلغ، سیاست دان، مدبر، دور اندیش اور فقید المثال ماہر اقتصادیات تھے۔ یہ سب اوصاف آپ کی تصانیف، اشعار، کلام اور خطوط سے عیاں ہیں۔علامہ اقبالؒ نے آپ کی دلکش شخصیت کو اپنے اشعار میں اس طرح اجاگر کر کے اپنا اظہار عقیدت پیش کیا ہے۔

سیّد السادات سالارِ عجم دستِ او معمارِ تقدیرِ اُمم

تا غزالی ذکر اللہ ہو گرفت ذکر و فکر از دودمانش او گرفت

یک نگاہ او کشاید صد گرہ خیز و تیرش را بدل راہ بدہ

خطّ را آن شاہ دریا آستیں داد علم وصنعت و تہذیب و دین

کشمیر کے لئے خاص تحفہ:

آپ نے اپنے خلفائے کرام بارگاہ سیادت سے تربیت یافتہ رفقائے کار کے ذریعہ لوگوں کو عملاً اسلامی طرز عمل سے روشناس کیا۔ انہیں اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، رہن سہن، داخلی تعلقات۔ خارجی تعلقات، تعلق باللہ تبارک وتعالیٰ، تعلق بالرسول ﷺ کے ساتھ ساتھ باہمی میل جول وروابط اور اوراد واذ کار سکھائے۔ ان ہی اوراد واذ کار میں آپ کی تصانیف وتالیف کا ایک انمول شاہکار وظیفہ توحید ''اورادفتحیہ'' ہے۔ اورادفتحیہ آپ کے ان کلمات کا مجموعہ ہے جو آپ نے اپنے مستند اور مشہور پیران طریقت سے حاصل کئے۔ اس کے علاوہ دوران سیاحت تمام بلاد اسلامیہ کے مشائخ کرام جن کے ملاقات سے آپ مشرف ہوئے اور ان سے جن کلمات کی تلقین آپ کو کی گئی ہے۔ ان کا مجموعہ بھی ''اورادفتحیہ'' میں موجود ہے۔ تاریخی شہادت کے پیش نظر اتنا وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اورادفتحیہ میں کم سے کم چارسو اولیائے کرامؒ سے اخذ کردہ کلمات طیبات موجود ہیں۔ جن کو سید علی ہمدانیؒ نے اولاً حسب ہدایات مرشدان طریقت نصاب دے دیا ہے۔ اور ان کے اثرات وفیوضات سے فیضیاب ہوئے۔ پھر ان کلمات طیبات کو جمع کر کے دوسروں کو ان کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (۲۵)

سید علی ہمدانیؒ جب آخری بار حج سے واپس آ کر وادی گلپوش میں وارد ہوئے تو اسی وقت آپ نے اپنی سیاحت کے اختتام پر کشمیر کو یہ انمول وظیفہ (تحفہ) عطا فرمایا۔ اس وقت چونکہ کشمیر میں اسلام کی ابتداء ہی ہوئی تھی انہوں نے اس اوراد کو پڑھنے کا بھی ایک خاص انداز مقرر کیا کیونکہ کشمیری پنڈت (ہندو) صبح صبح مندروں میں اونچی آواز میں بھجن وغیرہ گاتے تھے۔ اور جب مسلمانوں کو تعداد بڑھ گئی وہ بھی صبح کی نماز کے بعد مسجد میں ''اورادفتحیہ'' کو اونچی آواز میں ایک مخصوص انداز میں پڑھتے تھے اور اس وقت سے آج تک یعنی چھ سو سال سے بھی زیادہ مدت گزرنے کے باوجود ان کی مقبولیت اور جاذبیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور یہ ادوار آج بھی تقریباً تمام مساجد اور خانقاہوں کے علاوہ مجالس ذکر وفکر کی زیب وزینت بنتی ہے۔

الغرض ''اورادفتحیہ'' عام مسلمان سے لے کر بڑے بڑے خدارسیدہ بزرگ تک تمام باایمان مسلمانوں کے لئے ایک پُر اثر اور پر لذت وظیفہ توحید ہے۔ اور ہر اس حساس دماغ کے لئے قابل

ذکر وظیفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کمالات کا مشاہدہ کرنے کی عقلی بصیرت رکھتا ہو اور اس کو اللہ کی ان گنت نعمتوں کا احساس ہو۔ یقیناً اوراد فتحیہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ایک کیمیاء ہے۔ اگر اس کی اہمیت و افادیت لکھنے بیٹھیں تو یقیناً ایک الگ آرٹیکل بن سکتا ہے۔ بہرحال یہ کشمیر کے لوگوں کے لئے ایک ایسا تحفہ ہے جو ساری زندگی ان کی بھلائی، بہتری، حاجت روائی کے لئے ایک نسخہ کیمیا ہے۔

کشمیریوں پر حضرت سید علی ہمدانیؒ کی عنایات اس درجہ روشن ہیں کہ ہم تو کیا آنے والی نسلیں بھی ان کو فراموش نہیں کرسکتیں۔ آپ اور آپ کے صالح رفقاء نے یہاں کی تہذیبی اور مجلسی زندگی کو ایک نیا رخ عنایت کیا۔ یہاں کے لوگوں کو ان حضرات نے وسط ایشیائی اور ایرانی علوم وفنون سے روشناس کرایا۔ رسم ورواج، لباس، رہن سہن، طرزِ زندگی یہاں تک کہ پکوان اور کھانے پینے کی اشیاء تک بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں اور ایک نیا ملا جلا کلچر وجود میں آیا اور کشمیر ''ایران صغیر'' کہلایا۔ کشمیریوں نے بجا طور پر اپنے اس محسن کو امیر کبیر، شاہ ہمدان، علی ثانی اور ربانی مسلمانی جیسے القاب سے بھی یاد کیا ہے۔

> "Of all the Sufies, preachers and missionaries, who entered Kashmir Saiyid Ali Hamadani proved to be the most successful. His missionary zeal led to total change in the demography of Kashmir. In fact, he headed an ideal team whose work revolutionised not only religious and social outlook of the masses but even transformed the shattered economy of Kashmir into a prosperous and vigorous economy."(26)

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ شیرازہ۔شاہ ہمدان نمبر۔شمس الدین احمد،ص ۷۔جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

۲۔ حیات وتعلیمات۔حضرت میر سید علی۔محمد مشتاق جیلانی۔ص ۳۳۔گلشن بکس سری نگر کشمیر۔

۳۔ شیرازہ۔شاہ ہمدان نمبر۔شمس الدین احمد، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

4- Shah-i-Hamdan, Mir Sayid Ali Hamdani- Hamidulla Marazi- Kanishaka Publishers- New Dehli, India

5- Life Mission and Achievements of Syed Ali Hamdani Dr. Muhammad Anwar Khan - p 49, Institute of Kashmir Studies AJK University, Muzafrabad.

6. Ibid

۷۔ حیات وتعلیمات۔حضرت میر سید علی۔محمد مشتاق جیلانی۔ص ۳۳۔گلشن بکس سری نگر کشمیر۔

۸۔ شیرازہ۔شاہ ہمدان نمبر۔شمس الدین احمد، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

۹۔ ایضاً

۱۰۔ شاہ ہمدان۔نذیر احمد وار۔شاہ ہمدان پبلک ویلفئر ٹرسٹ سری نگر کشمیر

11- Life Mission and Achievements of Syed Ali Hamdani Dr. Muhammad Anwar Khan - Institute of Kashmir Studies AJK University, Muzafrabad.

12- Syed Ali Hamdani, His religion & Politicle Thoughts.

13- Saiyid Ali Hamdani and Kubraviya Sofi order in Kashmir

14- Ibid

15- The Role of Sayid Ali Hamdani in the Promotion of Art & Craft in Kashmir Valley- Hamidullah Marazi - p 86

۱۶۔ کشمیر اسلام کے سائے میں۔ میر سید مشتاق ہمدانی۔ ص ۱۱۰۔ کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

17- The Role of Sayid Ali Hamdani in the Promotion of Art & Craft in Kashmir Valley.

18- Ibid

۱۹۔ حضرت شاہ ہمدان اور کشمیری دستکاریاں۔ نشاط انصاری۔ ص ۲۰۸۔ جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

۱۸۔ ایضاً

20- Kasheer - G.M.D. Sufi p- Punjab University, Lahore.

۲۱۔ کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ محب الحسن

22- The Role of Sayid Ali Hamdani in the Promotion of Art & Craft in Kashmir Valley

۲۳۔ اقبال اور کشمیر۔ جگن ناتھ آزاد۔

24- The Role of Sayid Ali Hamdani in the Promotion of Art & Craft in Kashmir Valley

۲۵۔ شیرازہ۔ شاہ ہمدان نمبر۔ شمس الدین احمد، جموں اینڈ کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر۔

26- Saiyid Ali Hamdani and Kubraviya Sofi order in Kashmir